Lesson 8: Al-A'araaf (Ayaat 154- 168):Day 32 سُوْرَۃُ الأعراف کی تفسیر

اس کے بعد نبیؐ کے صحابہ کرامؓ کی بات ہے۔یہود کے علماء کو یہی بات بتائی جارہی ہے۔کہ اس نبیؐ نے ایک بگڑے ہوئے معاشرے کی اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر اصلاح کی ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں ﴿۱۵۷﴾

اللہ کے نبیؐ کا جن لوگوں نے ساتھ دیا اور اُس کے بعد تک؛ آج بھی جو لوگ اللہ کے دین کا کام کر رہے ہیں۔ قیامت تک جو لوگ اللہ کے دین کے لئے کام کرتے رہیں گے، جو دین کو من و عن ویسا ہی پیش کرتے رہیں گے۔ غلط اور باطل سے بچا کر رکھیں گے۔ اللہ کے بعد نبیؐ پر ایمان لانا لازم ہے۔

نبیؐ پر ایمان لانا دو طرح سے ہو گا۔

پہلا کہ اُن کی اطاعت کی جائے۔(اطیعو اللہ واطیعو الرسول) مسلمان کے عقیدے کا لازمی حصّہ ہے۔

دوسرا یہ کہ اللہ کے نبیؐ سے محبت بھی کی جائے۔

حقوقِ رحمۃٌ للعالمین کتاب مصنف اقبال کیلانی ضرور پڑھیں۔ نور القرآن ویب سائٹ سے اس کتاب کے لیکچرز سُن لیں۔

پہلا حق کہ اُن پر ایمان لائیں وہ اس طرح کہ اُن کی اطاعت کریں۔

حدیثؐ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اُس کی خواہش نفس اُس چیز کے تابع نہ ہو جائے جو میں محمد ﷺ لے کر آیا ہوں۔

اگر انسان اِس ایک حدیثِ رسولؐ پر عمل کرلے تو اُس کی زندگی سے تمام غیر مسنون چیزیں نکل جائیں گی۔ انشاء اللہ

ہماری پسند ناپسند جب تک اللہ کے نبیؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں ہو گی اُس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہونگے۔ اُس وقت تک ہم مومن ہی نہیں ہیں۔ آپ کو نماز، روزے، نقاب، حجاب اور داڑھی سے محبت کرنی پڑے گی۔

مثال کہ آپ کا گانے سُننے کو دل کرے لیکن آپ نہ سُنیں۔ جہادِ نفس ہے۔ لیکن اگر آپ کا نفس آپ کے تابع ہے تو آپ کا گانے سُننے کو دِل چاہنا ہی نہیں چاہیئے تو پھر ہی خواہشِ نفس وحی کے تابع ہو گی۔

انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک میں اُسے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔ اُس کے باپ، بیٹے اور تمام انسانوں سے۔ (بخاری و مسلم)

کیا ہم اپنی اولاد کے ہاتھوں مجبور ہیں؟ کیا اپنی خواہش کے آگے مجبور ہیں؟ کیا گھر والوں یا خاندان والوں کے سامنے مجبور ہیں؟

نبیؐ کی اتباع، اطاعت اور محبت لازمی ہے۔

جب پہلے دو تقاضے پورے ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ کے نبیؐ کی تعظیم کرینگے۔ جب بھی آپؐ کا نام سنائی دے گا تو ﷺ پڑھیں گے۔ جہاں اللہ کے نبیؐ کی حدیثؐ سامنے آجائے گی۔ پھر منطق اور بحث نہیں ہو گی۔ بس پھر سُن کر عمل کر لینا ہے۔

جیسے ہی ہمیں پتا چل جائے کہ اللہ کے نبیؐ کی حدیثؐ ہے تو پھر ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم بحث کریں اور توجیہات نکالیں۔ بعد میں چیک کریں کہ صحیح حدیث ہے۔ لیکن اُس وقت چُپ کر جائیں۔

اصحابِ صُفّہ کی خاص اہمیت ہے۔ وہ مسجدِ نبویؐ میں بیٹھ کر علم حاصل کرتے تھے۔ جیسے ہی کسی مسلمان کا کوئی کام ہوتا یا جہاں اللہ کے نبیؐ بھیجتے وہ وہی کام کرتے تھے۔ وہ جنگ میں مجاہد بن کر لڑتے۔ عام دنوں میں مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے اور دین کا علم سیکھتے۔

ابو بکرؓ اللہ کے نبیؐ کے سامنے اتنی کم آواز سے بات کرتے کہ سرگوشی کا گمان ہوتا۔

انسؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے نبیؐ مسجد تشریف لاتے تو لوگ نظریں جھکا کر بیٹھ جاتے۔

آج ہم نبیؐ کے نام پر نعرے لگاتے ہیں۔ اونچی آواز سے اللہ کے نبیؐ کا نام لیتے ہیں۔

ہم اَدب اور تعظیم کیسے کرتے ہیں؟ اپنا محاسبہ کریں۔ با اَدب بانصیب، بے اَدب بے نصیب۔

مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ بہت آہستہ آواز سے نبیؐ کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے۔

امام مالک بہت آہستہ آواز سے بات کرتے تھے۔ کہ اللہ کے نبیؐ کے شہر میں بلند آواز سے بات کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ نبیؐ کے احترام میں مدینہ شہر میں ننگے پیر پھرتے، جوتے نہ پہنتے۔

ایک دفعہ امام مالکؒ حدیث کا دَرس دے رہے تھے کہ بچھو نے اُن کو پچاس سے زیادہ دفعہ ڈنگ مارا لیکن حدیث کے احترام میں خاموش رہے۔ بعد میں جب رنگ بدلا تو لوگوں کو پتا چلا۔

بلالؓ اللہ کی نبیؐ کی زندگی میں اَذان دینے والے تھے۔ بعد میں ایک دفعہ اَذان دی تو اللہ کے نبیؐ نظر نہ آئے تو غم سے بے ہوش ہو گئے۔

ایک صحابی تھے ابنَ مسعودؓ؛ وہ کہتے تھے کہ کہ میں قیصر و کسریٰ کی شاہی محفلوں میں بھی گیا ہوں۔ لیکن جو تعظیم اللہ کے نبیؐ کی محفل میں دیکھی ہے کہیں اور نہیں دیکھی۔

یہ بات بھی سمجھ لیں کہ اللہ کے نبیؐ نے خود یہ پروٹوکال کبھی نہیں چاہا تھا۔ صحابہ کرامؓ اللہ کے نبی کی اطاعت اور محبت میں یہ سب کرتے تھے۔

اپنے بچوں کو اَدب کرنا سکھائیں۔ دعا کریں کہ ہمیں اَدب کرنا آجائے۔

آج علم کی مجلس کا احترام ہی نہیں رہا۔ آج اللہ کے نبیؐ تو نہیں ہیں لیکن قرآن اور حدیثِ رسولؐ تو موجود ہیں۔ اِن کا بہت احترام کریں۔ محبت سے کھولیں۔ پیار سے پکڑیں۔

آج مسلمانوں کا زوال اسلحے کا زوال نہیں ہے بلکہ ہم اخلاقی طور پر پیچھے رہ گئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اللہ کے نبیؐ کی محفل میں ایسے بیٹھے ہوتے تھے کہ پرندے اُن کے سَروں پر آکر بیٹھ جاتے تھے۔

رحمت پانی ہے تو قرآن اور سنّت کا اَدب کریں۔ احترام کریں۔ تعظیم کریں۔

قران کا تو ہم احترام کرتے ہیں، حدیثِ رسولؐ کا بھی احترام کریں۔

صحابہ کرامؓ کی اسی اطاعت اور محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گئے۔ اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" رضی اللہ عنھم و رضوعنہ "کہ یہ صحابہ کرام تو ایسے لوگ ہیں کے اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔

پہلا درجہ تھا کہ اللہ کے نبی کی اطاعت کی جائے، حمایت کی جائے۔ پھر اگلا درجہ ہے کہ اللہ کے نبیؐ کی مدد کی جائے۔ ذاتی کاموں کے لئے تو انسؓ کام کرتے تھے لیکن یہاں 'وَنَصَرُوْهُ۔۔ اور اسے مدد دی' اس سے مُراد دین کے کاموں میں مدد ہے۔ اللہ کے نبیؐ کی مدد دین کے مشن کے لئے مدد تھی۔

آج ہمارے پاس زندگی کا مقصد اعلیٰ نہیں ہے۔

سورۃ الصف آیت 14 میں ہے کہ 'کونو انصار اللہ۔۔۔' کیا ہم اللہ کے دین کے کاموں میں مدد گار بننا چاہتے ہیں؟ اپنے دِل میں تڑپ رکھیں۔ دُعا کریں۔ دوسرا اپنا کردار بہترین رکھیں۔

اور اللہ کے بھیجے ہوئے احکامات کے تابع ہو جائیں۔

'اُولَٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔'

دِل کی گہرائی سے دعا کریں، اللہ سے مدد مانگیں۔ کہ اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کریں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٨﴾ کہہ دو اے لوگو تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا

اور کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ ﴿۱۵۸﴾

موسیٰؑ کا ذِکر ختم ہو گیا۔ یہاں سے اللہ کے نبی ﷺ کا ذِکر شروع ہو رہا ہے۔

پچھلے تمام انبیا کرامؑ نے فرمایا یا قومی، اے میری قوم۔ اور اللہ کے نبی ﷺ کا پیغام ہے 'يَاَيُّهَا النَّاسُ' سب کے لئے۔ اے لوگو۔ پچھلی آیات میں اللہ کے نبی ﷺ کی صفّات کا تذکرہ کر کے تمہید باندھی گئی تھی۔

سورۃ البقرہ آیت 21 میں ہم نے پڑھا؛

اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ (۲۱)

اور سورۃ الاعراف کی اِس آیت میں اللہ کے نبی ﷺ کا مقام بتایا جا رہا ہے۔ رسول ﷺ اللہ سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کہہ دیں۔ 'اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ'۔ یہ سورت ہجرتِ مدینہ سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اللہ کے نبی ﷺ کا واسطہ مدینہ میں یہود سے پڑنے والا تھا۔ مکہ والوں کے لئے بھی پیغام ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کو یہود کے سامنے بھی یہ پیغام رکھنے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اطاعت اور پیروی کرو۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ہے جو حق کی راہ بتاتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾

یعنی بنی اسرائیل میں بھی کچھ اچھے لوگ تھے۔

عبد اللہ بن سلام اور اُن جیسے لوگوں کا ذِکر بھی ہے جو جب بھی اللہ کا حکم سنتے ہیں۔ تو ایمان لے آتے ہیں۔ وہ پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے۔

اللہ کے نبیؐ کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ اللہ نے ایسے لوگوں کو اپنے بھائی کہا ہے جنہوں نے اللہ کے نبیؐ کو دیکھا نہیں ہو گا لیکن اللہ کے نبیؐ اور اُن کے اصحابؓ کی پیروی کرینگے۔

یا اللہ ہمیں اسی جماعت کے ساتھ شامل کر دے۔ آمین۔

آگے بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ یہاں اس سے مُراد فرقے نہیں بلکہ اِن کو بارہ قبیلوں میں منظّم کرنے کے لئے گروپ میں تقسیم کر دیا تھا۔ یہ یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی اولاد سے بارہ قبیلے بن گئے تھے۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اور ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا بارہ دادوں کی اولاد جو بڑی بڑی جماعتیں تھیں اور موسیٰ کو ہم نے حکم بھیجا جب اس کی قوم نے اس سے پانی مانگا کہ اپنی لاٹھی اس پتھر پر مار تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر قبیلہ نے اپنے گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر ابر کا سایہ کیا اور ہم نے من و سلویٰ اتارا ہم نے جو ستھری چیزیں تمہیں دی ہیں وہ کھاؤ اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے ﴿۱۶۰﴾

جب کوئی کام پڑتا ہے تو لوگ دینداروں کے پاس ہی آتے ہیں۔ آپ اسی میں اپنی عزّت سمجھیں۔ کسی کو طعنے نہ دیں۔ کوئی مدد مانگے تو خیر خواہی کریں۔

'۔۔ اپنی لاٹھی اس پتھر پر مار تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔۔' نبیؑ نے دعا اللہ سے مانگی لیکن وسائل استعمال کیئے۔ موسیٰؑ نے عصا مارا پھر پانی نکلا۔

ایک صحابیؓ نے اللہ کے نبیؐ سے کہا کہ میں جنّت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ آج ہم مسلمان کیا کرتے ہیں؟ سُستی اور کاہلی سے بیٹھ رہتے ہیں۔ اللہ سے دعا مانگیں لیکن کوشش بھی کریں۔

'۔۔ اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔۔'

حدیثِ قدسی کا خلاصہ ہے؛ اگر دُنیا کے سب جن و انس متقی ہو جائیں تو اللہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر سب مل کر گناہ کرنے لگیں تو بھی اللہ کی قدرت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ہمارا اپنا ہی فائدہ اور نقصان ہو گا۔

یہاں اب بنی اسرائیل والے وادی طئ میں ہیں۔ لیکن کیونکہ انہوں نے جہاد سے انکار کر دیا۔ اس لئے چالیس سال تک اُسی وادی میں بھٹکتے رہے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔ اللہ کے آگے جھکے نہیں۔ انہوں نے اللہ کا حکم بدل دیا۔ استغفار کرنے کی بجائے لفظ بدل دیا۔

آج مسلمان بھی اللہ کے حکموں سے دُور ہیں۔ اسی لئے ناکام ہیں۔ اللہ کی مدد تب ہی ملے گی جب ہم محسن کے درجے پر نیکیاں کرینگے۔

وَاِذۡ قِيۡلَ لَهُمُ اسۡكُنُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ وَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ وَقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا نَّغۡفِرۡ لَـكُمۡ خَطِيۡٓـٰٔتِكُمۡ‌ؕ سَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۶۱﴾

اور جب انہیں حکم دیا گیا کہ تم اس بستی میں جا کر رہو اور وہاں جہاں سے تم چاہو کھاؤ اور زبان سے یہ کہتے جاؤ توبہ ہے اور دروازہ میں جھک کر داخل ہو ہم تمہاری غلطیاں معاف کر دیں گے اور نیکو کاروں کو اور زیادہ اجر دیں گے ﴿۱۶۱﴾

اُن سے فرمایا گیا کہ اَب بھی تم استغفار کرلو تو اللہ سبحان و تعالیٰ تمہیں بخش دینگے۔ تو انہوں نے کیا کیا؟

فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾

سو ان میں سے ظالموں نے دوسرا لفظ اس کے سوا بدل دیا جو ان سے کہا گیا تھا پھر ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اس لیے کہ وہ ظلم کرتے تھے (۱۶۲)

تو انہوں نے بجائے حِطَّةٌ استغفار کرنے کے لفظ بدل کر کہہ دیا حِنۡطَةٌ یعنی گیہوں۔

اس قوم کے مزاج میں نافرمانی دیکھیں۔ یہ اللہ کے حکم کی شکل بدل دیتے ہیں۔

اَب اس نافرمانی کی سزا یہ ملی کہ یہ اُسی وادی میں چالیس سال تک بھٹکتے رہے۔ چالیس سال گزرنے کے بعد پہلی ذہنی طور پر غلام نسل ختم ہوئی۔ نئی نسل جوان ہوئی۔

پھر یوشع بن نون کی لیڈرشپ مین انہوں نے فلسطین فتح کیا۔ لیکن کامیابیوں کے بعد یہ پھر بگڑ گئے۔ قوم نافرمان ہوگئی۔ اُس دَور میں ان کی ایک بستی دریا کے کنارے آباد تھی۔ آیلہ نام کی یہ بندرگاہ آج بھی موجود ہے۔ پھر وہی واقعہ جو سورۃ البقرہ میں آچکا ہے۔ یہاں مختلف زاویے سے دیکھتے ہیں۔

اُس کے بعد پھر داؤدؑ کا دَور آیا۔

یہ واقعہ سبت کا واقعہ کہلاتا ہے۔ سبت ہفتے کو کہتے ہیں۔ اور اس کے معنی ختم کر دینے کے بھی ہیں۔

1966 میں جب اسرائیل اور مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی تو مصر نے اِسی بندرگاہ کا گھیراؤ کیا تھا۔ اس پر اسرائیل نے شدید ردِّ عمل ظاہر کیا اور مصر، شام اور اُردن پر حملہ کر دیا تھا۔ اور کئی علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے زمانے کے یہودیوں سے ان کے پہلے باپ دادوں کی بابت سوال کیجئے، جنہوں نے اللہ کے فرمان کی مخالفت کی تھی۔ پس ان کی سرکشی اور حیلہ جوئی کی وجہ سے ہماری اچانک پکڑ ان پر مسلط ہوئی۔ اس واقعہ کو یاد دلاتا کہ یہ بھی میری ناگہانی سزا سے ڈر کر اپنی اس ملعون صفت کو بدل دیں اور آپ کے جو اوصاف ان کی کتابوں میں ہیں، انہیں نہ چھپائیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُن بستی والوں کی طرح اِن پر بھی ہمارے عذاب بے خبری میں برس پڑیں۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾

اور ان سے اس بستی کا حال پوچھ جو دریا کے کنارے پر تھی جب ہفتہ کے معاملہ میں حد سے بڑھنے لگے جب ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر آنے لگیں اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں ہم نے انہیں اس طرح آزمایا اس لیے کہ وہ نافرمان تھے (١٦٣)

حِيتَانُهُمْ : مچھلی کی جمع ہے۔ کئی مچھلیاں۔ عربی میں مچھلی کے کئی نام ہیں۔ حوت، نون، سمک۔

شُرَّعًا: ش ر ع۔ نیزے کو کھڑا کرنا۔ یعنی بادبان پر ڈنڈا لگا کر جھنڈا سا لگا دیا جاتا ہے۔ یعنی مچھلیاں اُچھل اُچھل کر کھڑی ہو کر سامنے آتی تھیں۔

اسی سے لفظ شریعت بھی ہے۔ سیدھی واضح اور سامنے۔

ان لوگوں کی یہ بستی بحر قلزم کے کنارے واقع تھی جس کا نام آیلہ تھا۔ مدین اور طور کے درمیان یہ شہر تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بستی کا نام مدین تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام معتا تھا۔ یہ مدین اور عینونا کے درمیان تھا۔ انہیں حکم ملا کہ یہ ہفتہ کے دن کی حرمت کریں اور اس دن شکار نہ کریں، مچھلی نہ پکڑیں۔ ادھر مچھلیوں کی بحکم الٰہی یہ حالت ہوئی کہ ہفتے والے دن تو چڑھی چلی آتیں، کھلم کھلا ہاتھ لگتیں، تیرتی پھرتیں، سب طرف سے سمٹ کر آجاتیں اور جب ہفتہ نہ ہوتا، ایک مچھلی بھی نظر نہ آتی بلکہ تلاش پر بھی ہاتھ نہ لگتی۔

یہ مچھلیاں ان کا رزق تھیں۔

مفسرین کہتے ہیں کہ رزق بندے کا ہی ہوتا ہے چاہے وہ حلال سے لے یا حرام سے۔

ان کی نافرمانی یہ تھی کہ یہ شریعت کے حکم بدل دیتے تھے۔ اگر یہ صبر کرتے، چار دِن فاقے کر لیتے تو اللہ کی آزمائش میں کامیاب ہو جاتے۔ انہوں نے شریعت کے ساتھ مذاق کیا۔

بنی اسرائیل نے اپنی طرف سے چالاکی کی۔ جمعے کی شام کو ہی جال لگا آتے یا نالیاں نکال دیتے، پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی آجاتیں۔ پھر ہفتے کو نہ پکڑتے اور اتوار کو جا کر نکال لیتے۔ اصل مقصد یہ تھا کہ ہفتے میں ایک دن اللہ کی عبادت کریں۔ چھے دن کام کریں۔

ان کے تین گروہ بن گئے۔ ایک گروہ یہی نافرمانی کرتے۔ دوسرا گروہ چُپ کر کے دیکھتے رہے کہ ہمیں کیا، ہم کیوں بُرے بنیں۔ تیسرے گروہ نے اِن کو نصیحت کی کہ یہ نافرمانی نہ کرو۔

لیکن دوسرے گروہ والوں نے تیسرے گروہ والوں سے کہا کہ تم کیوں بُرے بنتے ہو؟ تم ان کو کچھ نہ کہو، کرنے دو جو کرتے ہیں۔

وَاِذۡ قَالَتۡ اُمَّةٌ مِّنۡهُمۡ لِمَ تَعِظُوۡنَ قَوۡمَا ۟ ۙ اللّٰهُ مُهۡلِكُهُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ قَالُوۡا مَعۡذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمۡ
وَلَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾

اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے انہیں سخت عذاب دینے والا ہے انہوں نے کہا تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لیے اور شاید کہ یہ ڈر جائیں (۱۶۴)

انہوں نے کہا کہ ہم تو نہی عن المنکر کرینگے۔

تبلیغ کا نقطہ: کہ آپ اچھی اور نیکی کی بات حکمت کے ساتھ بتادیں اور برائی سے خیر خواہی کے ساتھ منع کر دیں۔ ہدایت اللہ کی طرف سے ملے۔

حدیث کا خلاصہ: اللہ کے نبیؐ نے علیؓ سے فرمایا کہ اگر ایک شخص کو بھی تمہاری وجہ سے ہدایت مل گئ تو یہ دولت تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖۤ اَنۡجَيۡنَا الَّذِيۡنَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَاَخَذۡنَا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا بِعَذَابٍۢ بَـئِيۡسٍۢ بِمَا كَانُوۡا
يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۵﴾

پھر جب وہ بھول گئے اس چیز کو جو انہیں سمجھائی گئ تھی تو ہم نے انہیں نجات دی جو برے کام سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو ان کی نافرمانی کے باعث برے عذاب میں پکڑا (۱۶۵)

دو قسطوں میں عذاب آیا؛

فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـئِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ پھر جب وہ اس کام میں حد سے آگے بڑھ گئے جس سے روکے گئے تھے تو ہم نے حکم دیا کہ ذلیل ہونے والے بندر ہو جاؤ (۱۶۶)

ایک گروہ تو بچ گیا۔'۔۔تو ہم نے انہیں نجات دی جو برے کام سے منع کرتے تھے اور۔۔'جنھوں نے منع کیا تھا۔

اور جو غلط کام کرتے ہیں، اُن کو پکڑ لیا۔ سورۃ مائدہ کی آیت کو لوگ غلط معنی سے پیش کرتے ہیں کہ لوگوں کو زبردستی دین پر مت لاؤ۔ تو یہاں دیکھ لیں کہ جو لوگ نھی عن المنکر کرتے ہیں وہی اللہ کی رحمت میں آتے ہیں۔ اللہ اُن کو بچالیتا ہے۔

امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرنا فرض کے درجے پر ہے۔

برائی سے نہ روکنے والے بھی ظالمین ہیں۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ اللہ نے جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں بستی پر عذاب لے کر جاؤ۔ انہوں نے فرمایا یااللہ وہاں تو فلاں نیک بندہ بھی رہتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اُس پر بھی عذاب نازل کرو کہ اُس نے امر بالمعروف اور نھی عن المنکر نہیں کیا۔ لوگوں کو روکا نہیں۔

اور تم اس فتنہ سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی نہ پڑے گا اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے(۲۵) سورۃ الانفال آیت 25

یعنی جو نہیں روکتے اُن پر بھی عذاب آ سکتا ہے۔

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ يَّسُوۡمُهُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ‌ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾

اور یاد کر جب تیرے رب نے خبر دی تھی کہ یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو ضرور بھیجتا رہے گا جو انہیں برا عذاب دیتا رہے بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے(۱۶۷)

بنی اسرائیل پر بُرے حکمران اور عذاب آتے رہیں گے۔ ہر دَور میں ان کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب آتے رہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾

اور ہم نے انہیں ملک میں مختلف جماعتوں میں متفرق کر دیا بعضے ان میں سے نیک ہیں اور بعضے اور طرح کے اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا تاکہ وہ لوٹ آئیں (١٦٨)

اَب اگلا فتنہ۔ فرقے بازی۔ ان کی نافرمانی کی وجہ سے یہ دنیا میں زلیل وخوار ہوتے رہے۔

ٹیٹس نے 70ھ میں فلسطین پر حملہ کیا۔ ایک لاکھ تینتیس ہزار یہود کو ایک دِن میں ہلاک کیا۔ لاکھوں یہود ملک بدر ہو گئے۔ پھر یہ یورپ اور امریکہ میں آباد ہو گئے۔

دوسری جنگِ عظیم میں ہٹلر نے سب یہودیوں کو جمع کر کے ان کے کیمپوں میں جمع کر کے آگ لگا دی۔ گیس چیمبرز میں ان کی لاشیں ڈال کر اُن کی کھاد بنائی گئی۔ یہ 40 لاکھ یا ایک اور فگر کے مطابق 60 لاکھ یہودیوں کا حال ہوُا۔

آج جو اِن کا حال ہے یہ چراغ کے بجھنے سے پہلے والا پھڑ پھڑانا ہے۔ یہ خاص طور پر فلسطینیوں پر جو ظلم کر رہے ہیں۔ اُن کا حساب دُنیا میں بھی ہو گا اور آخرت میں بھی عذاب ملے گا۔

'۔۔ بعضے ان میں سے نیک ہیں اور بعضے اور طرح کے۔۔' اللہ سبحان وتعالیٰ ان کو آزماتا رہے گا۔ اگر بھلائی کی تو کامیاب ہونگے۔ برائی کی تو عذاب اور رسوائی ملے گی۔

آج کی اُمتِ مسلمہ بھی سبق سیکھ لے۔ تو انشاءاللہ کامیاب ہو گی۔